مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی میں مخطوطات سیرت

محمد یاسین مظہر صدیقی *

سیرت، سوانح اور تراجم کو بالعموم تاریخ نہیں سمجھا جاتا، اگر چہ اسے ایک ماخذ تاریخ مانا جاتا ہے۔ طرفہ ستم یہ کہ تاریخ کو دوسری طرف بڑے لوگوں، اکابر اور عبقریات کے کارناموں یا سیاہ ناموں کا دفتر بتایا جاتا ہے۔ دراصل تاریخ عہد ساز شخصیات کی کارکردگی اور کارگزاری کا ایک ایسا بیانیہ ہے جس میں ماحول و احوال کا بھی کردار ہوتا ہے۔ ایسی شخصیات و عبقریات کے اپنے سوانح اور سیّر صرف ایک ذات یا فرد کا کارنامے نہیں ہوتے، پوری جماعت کا ہوتے ہیں۔ وہ اپنے عظیم کارناموں اور جلیل کاموں کی بنا پر اپنے عہد ہی میں نہیں بلکہ بعد کے ادوار کے ماحول و احوال پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

بہرحال کسی فرد عظیم یا بطل جلیل کی سیرت تاریخ ہو یا نہ ہو رسول اکرم ﷺ کی سیرت تاریخ اسلام ہے۔ اس شرف خاص میں آپ ﷺ کے پیشرو انبیائے کرام بھی ایک حد تک شریف تھے کیونکہ وہ بھی اسلام کے پیغمبرانِ وقت تھے۔ چونکہ وہ کسی خاص قوم، محدود علاقے اور مخصوص زبان کے لیے مبعوث کیے گئے تھے اس لئے ان کی سیرت محدود تاریخ ہی ہے۔ پیغمبر آخر الزماں اور خاتم الانبیاء کی حیثیت سے حضرت محمد بن عبداللہ ہاشمی ﷺ کی سیرت اسلام کی جامع و کامل تاریخ ہے اور وہ اپنی ابدی حیثیت اور نبوت و رسالت کی بنا پر اسلام کی عالمی، آفاقی اور بنیادی تاریخ ہے جو اصل الاصول بھی ہے۔

سیرت نبوی ﷺ کی ایسی عظیم الشان اور وسیع و بسیط تاریخی حیثیت کی بنا پر تمام اصل مآخذ سیرت مصادر تاریخ بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی اسلامی تاریخ نگاری کے عظیم ترین اساطین اور امامان وقت و فن بابِ سیرت سے اس کا آغاز کرتے ہیں۔ جدید تحقیقی اور تجزیاتی تاریخ اسلام کے ماہرین حتیٰ کہ مستشرقین بھی اسلامی تاریخ میں اوّلین باب پر ہی رکھتے ہیں۔ زمینی حقیقت اور موضوعاتی واقعیت بھی یہ ہے کہ تاریخ اسلام کا آغاز رسولِ آخر الزماں ﷺ کی سیرت مبارکہ سے ہی کیا جائے کیونکہ اسلام کے تمام کامل و جامع نظریات و افکار، آخری بنیادی تعلیمات اور اعمال و سنن اور آثار زیست سب اسی کے بھی عطا کردہ ہیں۔

مآخذ سیرت نبوی ﷺ اور مصادر تاریخ اسلامی میں مخطوطات کی اہمیت ناگزیر بھی ہے اور اپنی جگہ قائم

---

* سابق ڈائریکٹر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا

بھی۔ بلاشبہ گزشتہ صدی میں بالخصوص طباعت کے ہمہ گیرسیلِ علم کے بعد مطبوعات کی بہت اہمیت اور افادیت ہوگئی ہے۔مگر ان مطبوعات کی کی صحت وثقاہت، اصلیت وافادیت اور بنیاد ونہاد بھی ان کے اصل مخطوطات سے مطابقت پر منحصر ہے۔ تدوین وتحقیق کتب کا ایک بنیادی اصل یہ ہے کہ وہ کسی ثقہ، معتبر اور مستند مخطوطہ پر مبنی ہی نہ ہو بلکہ اس کے بالکل موافق بھی ہو اور اس پر مزید یہ کہ اس کتاب خاص کے جتنے معتبر ومستند اور قدیم وصحیح مخطوطات مل سکیں ان سے تقابل بھی کیا گیا ہو۔

دور جدید میں خاص کر ایسی مستند وتقابلی مطالعہ پر مبنی تدوینات تقریباً ہر ملک وقوم نے پیش کی ہیں۔ ان میں سیرت نبوی اور تاریخ اسلامی کی خاص تدوینات وکتب اپنی اہمیت وافادیت اور ہمہ گیری کی بنا پر خاص توجہ کی مستحق ہیں۔ بالعموم ایک محقق گرامی نے اور کبھی کبھی ایک سے زیادہ بلکہ جماعتِ محققین نے مختلف مخطوطات کی بنیاد پر کتبِ سیرت مدوّن کی ہیں۔ ان میں خاص سیرت ابن ہشام/ابن اسحاق کا نام لیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ سیرت نبوی ﷺ اور تاریخ اسلام کا جامع ترین ماخذ ہے۔ واقدیؒ اور ابن سعدؒ کی سیرت نبوی ﷺ یا موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کی کتب سیرت بھی اسی طرح اہم ترین ہیں لیکن وہ اتنی جامع وکامل نہیں ہیں۔

مسلسل طباعت اور مستقل تحقیق وتدوین اور متواتر تقابلی متون کے باوجود ان کے اصل مخطوطات کی اہمیت کم نہیں ہوئی۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوتاہ دامانِ وقت اور قاصر وکوتاہ بیں سیرت نگاروں نے ان مطبوعات سیرت کو ہی ماخذ کل سمجھ لیا۔ مثلاً ابن ہشام کی سیرت نبویہ ابن اسحاقؒ کی اصل جامع وکامل سیرت رسول ﷺ پر مبنی، مستفاد اور ماخوذ ہے۔ وہ صرف ابن اسحاقؒ کے ایک راوی زیاد بن عبداللہ بکائی (م۱۸۳ھ/۷۹۹ء) کی روایت پر مبنی ہے جو انہوں نے کوفہ میں امام سے لی تھی۔ کوفہ ہی میں چار اور رواۃ ابن اسحاق تھے: عبداللہ بن ادریس اَوری (م۱۹۲ھ/۸۰۸ء)، یونس بن بکیر (م۱۹۹ھ/۸۱۵ء)، عبدہ بن سلیمان (م۱۸۷ھ/۸۰۳ء)، عبداللہ بن نمیر (م۱۹۹ھ/۸۱۵ء)، ان کے علاوہ مدینہ کے ابراہیم بن سعدؒ (م۱۸۴ھ/۸۰۰ء)، بغداد کے یحییٰ بن سعید امویؒ (م ۱۹۴ھ/۸۱۰ء) دو اور اہم رواۃ ابن اسحاقؒ تھے۔ بصرہ میں تین شاگردوں نے اور رے میں پانچ تلامذہ نے امام ابن اسحاق سے ان کی کتاب سیرت لی تھی۔ ان تمام رواۃ وتلامذہ کی روایات ومخطوطات میں کافی فروق ملتے ہیں۔(۱)

مطبوعات کے اپنے مخطوطات پر انحصار وبنا کی یہ صرف ایک مثال ہے۔ اس سے بہت سے نکات ملتے ہیں۔ اوّل یہ کہ مصنف اصلی اور استاذِ امام اپنی کتاب مستطاب اور مخطوطۂ اصلی میں برابر ترمیم وتنسیخ کرتے رہتے تھے۔ ان کے اس مسلسل عمل تہذیب وتنقیح سے کتاب ومخطوطہ کی معلومات وواقعات میں کمی وبیشی ہوتی رہتی تھی جو خاصی دقیع بھی تھی۔ بسا اوقات ان کے اصل مخطوطہ وکتاب کا حجم مطبوعہ میں استعمال مخطوطہ/مخطوطات سے ایک سے

زیادہ کئی گنا ہوتا تھا۔ جیسے موطا امام مالکؒ، تفسیر و تاریخ طبریؒ وغیرہ کے بارے میں روایات ثابت کرتی ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے مآخذ حدیث و سیرت کا یہی حال ہے۔

دوسرے یہ کہ متن کتاب کی متواتر تنقیح و تہذیب کی بنا پر اس کے مختلف متون وجود میں آجاتے تھے اور وہ کبھی کبھی ایک ہی مقام کے تلامذہ اور شاگردوں کے مطبوعات و مخطوطات میں الگ الگ پائے جاتے تھے اور کافی مختلف ہوتے تھے۔ جیسے موطا امام مالکؒ، متون و مخطوطات و روایات معمودی وغیرہ ہیں یا سیرت ابن اسحاقؒ کے مخطوطات زیاد بکائیؒ، سلمہ بن ابرش حرانیؒ اور یونس بن بکیرؒ وغیرہ ہیں۔ ان کی طرف محقق موصوف اور دوسرے اہل علم نے اشارہ کیا ہے۔ (۲)

تیسرے ان مختلف متون و روایاتِ استاذ و امام اور متعدد متون و روایاتِ کتابِ مہذب میں معلومات و واقعات اور مندرجات کا کافی فرق پایا جاتا ہے جیسا کہ سیرت ابن اسحاق کے ضمن روایاتِ یونس بن بکیر میں ہے۔ موطا امام مالک کے نسخہ معمودی کے متن میں، جو شاہ ولی اللہؒ کے زیر استعمال تھا، سیر النبی ﷺ کا مفصل باب ہے جو مطبوعات میں نہیں ہے۔ چوتھے مہذب و مرتب شاگرد اپنی صوابدید سے اصل مسودہ / مخطوطہ میں اپنی طرف سے ترمیم و تنسیخ کرتے ہیں۔ جیسا کہ امام ابن ہشام نے سیرت ابن اسحٰق میں کہا ہے اس میں بعض مباحث ابن اسحاق نے نکال دیئے اور بعض کا اضافہ بھی کیا۔

مخطوطاتِ مختلفہ کا پانچواں نکتہ بہت اہم اور توجہ طلب ہے۔ بہت سے مخطوطات یا ایک مخطوطہ و کتاب کے روایات و متونِ گمشدہ ہیں یا مختلف کتب خانوں میں مدفون ہیں اور ان میں سے بعض کا علم بھی ہے مگر ان سے استفادہ نہیں کیا جا سکا۔ مزید اہم بات یہ ہے کہ دوسرے مآخذ و مصادر میں ان گمشدہ مخطوطات کی معلومات و روایات بعض متاخر علماء و اہل فن نے جمع کر دی ہیں۔ ان میں متعدد فنون و علوم کے ساتھ ساتھ سیرت نبوی ﷺ کے بہت سے مخطوطات ہیں۔ وہ بیشتر مطبوعات میں بھی ملے ہیں۔

مآخذ و مصادر کے مخطوطات کی بالعموم اور مصادر سیرت کے مخطوطات کی بالخصوص ان ہی اہمیتوں کے پیش نظر مخطوطات کو تلاش کرنے، ان کی تعین کرنے اور ان کو حاصل کر کے چھاپنے کی کوششیں برابر کی جاتی ہیں۔ بلاشبہ مصادر سیرت کے تمام مخطوطات ابھی تک منظر عام پر آئے ہیں اور نہ ان کو زیر طباعت سے آراستہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سیرت نبوی ﷺ کا کامل ترین اور جامع ترین مواد جمع ہو گیا ہے اور اب مزید کی ضرورت نہیں رہ گئی۔ یہ حقیقت بھی بلاریب ہے کہ سیرت نبوی ﷺ اور تاریخ اسلام کا بیشتر مواد دستیاب ہے اور اصل سیرت کی صورت گری ہو چکی ہے لیکن کتنے ہی گوشے، زاویے اور جہات و ابعاد و مباحثِ سیرت ہیں جو ابھی تک تشنہ ہیں اور

ان کی تشنگی نئے مخطوطات کی تلاش وجستجو اور طباعت واشاعت کے ذریعہ دور کی جاسکتی ہے اور معلومات میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ جیسے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا دریافت وشائع کردہ دو مخطوطات/روایات ابن اسحاق نے بعض گوشوں کو روشن کیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مخطوطات سیرت جو ابھی تک طباعت کی روشنی نہیں دیکھ سکے مزید معلومات فراہم کرسکے ہیں جیسے لائیڈن میں مدفون حافظ مغلطائی کی عظیم تر کتابِ سیرت 'الزھر الباسم فی سیرۃ ابی القاسم' کرسکتی ہے۔

بلاذری کی کتاب الاشراف کی جلد اوّل نے خاص سیرتی معلومات میں کافی اضافہ کیا۔ دوسری مطبوعہ جلدوں نے نئی معلومات فراہم کی ہیں مگر ابھی تک بقیہ جلدوں کے مخطوطات ترکی کے توپ کاپی میوزیم میں مدفون ہیں اور وہ بہت قیمتی معلومات سیرت فراہم کرسکتی ہیں۔

وہ مخطوطات سیرت بھی جو خوب شائع اور زائع ہو چکے ہیں اور بار بار چھپ چکے ہیں توجہ وعنایت کے مستحق ہیں۔ ان مخطوطاتِ سیرت میں بعض ایسے بھی ہیں یا ہو سکتے ہیں جو مطبوعہ کتب/مطبوعات پر کسی قسم کا اضافہ کر سکتے ہیں۔ پھر ان مخطوطات کی اپنی ایک اہمیت وحیثیت بھی ہے۔ خاص کر ان کی کتابت کے زمانے اور علاقے کے حوالے سے۔ مطبوعات کے مآخذ مخطوطات میں بیشتر اپنے کاتب کا نام و پتہ، کتابت کا سنہ و مقام اور سرپرست و مربی کا اسم و مرتبہ تو بتاتے ہی ہیں، بسا اوقات وہ اپنے مالکوں کے پتے سے بھی آگاہ کرتے ہیں کہ وہ کن کن اکابر اور شائقین کے قبضے میں رہے۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی مرکزی لائبریری مولانا آزاد لائبریری میں مخطوطات ومطبوعات کے مختلف و متعدد ذخیرے ہیں، ان میں متعدد فنون وعلوم کے ساتھ ساتھ سیرت نبوی ﷺ کے بہت سے مخطوطات ہیں۔ وہ بیشتر مطبوعات میں بھی ملتے ہیں تاہم ان کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر ان کا ایک علمی، تنقیدی اور معلوماتی تجزیہ پیش کیا جارہا ہے۔

ابن حزم کی السیرۃ النبویہ (نمبر۲۶۷)

بالعموم امام ابن حزمؒ (ابو محمد علی بن احمد ظاہری اندلسی م ۴۰۶ھ/۱۰۶۴ء) کی کتابِ سیرت کا عنوان 'جوامع السیرۃ' بتایا جاتا ہے اور اسی عنوان سے اس کے مطبوعات مختلف مقامات سے مختلف زمانوں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ لیکن ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں کاتب محمد بن یوسف سورتی کا دہلی میں کتابت کردہ مخطوطہ السیرۃ النبویۃ کے عنوان سے مرتبین کیٹلاگ نے پیش کیا ہے۔ وہ نستعلیق و نسخ خطوط دونوں کا آمیزہ ہے اور صرف ۱۲۶ اوراق رکھتا ہے۔ اس میں کتاب ومخطوطہ کا آغاز سیدھے 'بابِ نسب رسول اللہ ﷺ' سے ہوتا ہے جب کہ بعض مطبوعہ نسخوں میں

اصل کتاب سے قبل اسناد و روایت ہے جیسے دکتور احسان عباس اور دکتور ناصر الدین اسد کا مرتبہ اور علامہ احمد محمد شاکر کا نظر ثانی کردہ ایک تمہید یہ رکھتا ہے جس میں مرتب کتاب نے تصانیف امام ابن حزم کا بالخصوص کتاب سیرت کی روایت کی اسناد دی ہے۔ وہ ۶۷۷ھ/۱۲۷۷ء کے ایک مخطوطہ حبیب گنج ذخیرۂ علی گڑھ پر مبنی اور دار المعارف مصر کا مطبوعہ ہے۔ غالباً وہ قدیم ترین مخطوطات میں سے ایک ہے اور اصل قدیم نسخہ دراصل مکتبہ شیخ الاسلام عارف حکمت، مدینہ منورہ میں محفوظ ہے جو امام ابو بیان نحوی (م۷۴۰ھ/۱۳۴۴ء) کا تیس سال بعد کا مخطوطہ ہے۔ مرتبین جوامع السیرۃ نے برلن کے کتب خانہ عام میں اس کا ایک اور نسخہ دیکھا ہے نمبر ۹۵۱ ب م ۵۹۴۔

بهجة المحافل و بغينة الاماثل فی تلخيص السير والشمائل (عبدالسلام ذخیرہ عربی نمبر ۸/۸)

امام یحییٰ بن ابی بکر عامری (م۸۹۳ھ/۱۴۸۸ء) کی ایک اہم تالیفِ سیرت ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مآخذِ سیرت سے زیادہ مصادرِ حدیث پر مبنی ہے۔ امام موصوف یمن کے ایک عظیم محدث تھے اور اس فن کے معلم و مدرس بھی۔ ان کی کتاب خاص طور سے سیرت میں احادیث نبوی ﷺ کو بنیادی طور سے پیش کرنے کے رجحان کی عکاسی کرتی ہے اور خاص ہے مخطوطہ کے کاتب اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن محمدؒ کے مطابق مصنفِ گرامی نے اس کی تالیف ۸۵۵ھ/ ۱۴۵۱ء میں کی تھی یعنی اپنی وفات سے اڑتیس سال قبل۔ سنہ کتابت ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۸ء ہے۔ اگرچہ اس کتاب کے عنوان سے اس کے تلخیص ہونے کا پتہ چلتا ہے مگر وہ اصلاً کتاب ضخیم نہ سہی تو پوری کتابِ سیرت ہے جس کے ایک سو انتالیس اوراق اور ہر صفحہ میں انتالیس ہی سطریں ہیں۔ عبارت کا خط شکستہ نسخ ہے اور الفاظ و حروف کافی چھوٹے ہیں۔ یہ کتاب چھپ چکی ہے۔ اس مخطوطہ کی بہرحال اپنی اہمیت کہ وہ کافی قدیم ہے اور اس کے علاوہ اس کے حواشی پر امام احمد ابن حجر ہیتمی کے شاگرد شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر زبیدی کی تشریحات بھی ہیں۔

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية (نمبر ۷۷۵/۷۷۶)

امام قسطلانیؒ (شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد الخطیب الشافعی، م۹۲۳ھ/۱۵۱۷) کی شاہکار کتاب سیرت ہے۔ اس کی دو جلدیں ہیں۔ جلد اوّل کے اوراق ۲۴۰ ہیں اور جلد دوم کے بھی ۲۴۰۔ اس کے کاتب کا نام عبدالرحمٰن بن عبدالمجید بن عبدالرحمٰن ہے مگر سنہ کتاب ندارد ہے۔ کتابِ قسطلانی اپنی خصوصیات کے سبب عظیم ترین مآخذ سیرت میں سے ہے۔ اس کی شروح بھی لکھی گئی ہیں، جن میں امام زرقانی (محمد بن عبدالباقی، م ۱۲۲۰ھ/۱۸۰۵ء) کی شرح بہت ضخیم اور مقبول ہے۔ اگرچہ وہ بہت متاخر شرح ہے لیکن متاخر سیرت نگاروں اور بالخصوص روایتی علماء کرام کا بہت پسندیدہ ماخذ سیرت ہے۔ مولانا شبلی، مولانا ادریس کاندھلوی اور متعدد دوسرے

جدید اور معاصر سیرت شرح زرقانی ہی کو بطور ماخذ استعمال کرتے ہیں۔اس کی ایک وجہ تو اس کی آسان دستیابی ہے اور اس سے زیادہ بڑی وجہ اس کی نئی معلومات اور بسیط تشریحات ہیں۔

تاریخ الخمیس فی احوال النفس النفیس (نمبر۷۷۷)

علامہ دیار بکریؒ (حسین بن محمد بن حسن دیار بکری، م۹۰۰ھ/۱۵۸۲ء) کی تاریخ اسلامی پر ایک اہم کتاب ہے۔اس میں کافی طویل باب کا سیرت ہے جو اپنی نئی معلومات، تشریحات وتعبیرات اور اصلاحات کے لئے بہت ممتاز ہے۔ اس کا صرف تیسرا حصہ تاریخ ذخیرہ حبیب گنج میں ہے جو صالح بن احسن بن قاسم الزوہری کا ۱۹۰۰ھ/۱۷۷۶ء کا کتابت کردہ ہے اور وہ فصل ثانی در ذکر خلفاء راشدین سے شروع ہوتا ہے۔اس کے کل ۱۷۴ اوراق ہیں اور نسخ خط میں ہے۔

مناهل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء (نمبر۷۰۰)

امام سیوطیؒ (جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی م ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کی کتاب ہے، جو قاضی عیاضؒ کی کتاب الشفا کی احادیث کی تخریج وتحقیق کرتی ہے۔علمِ سیرت وحدیث میں بالخصوص یہ روایت پروان چڑھی کہ ان کی مشہور و مقبول اور متداول کتابوں میں مذکورہ احادیث نبوی کی تخریج وتحقیق کی گئی اور ان کے اعتبار وافتخار اور ثقاہت و جراحت کو پرکھا گیا۔یہ خاص فن تخریج احادیث، کتب فقہ اور عام کتب علوم اسلامی میں بھی برتا گیا جیسا کہ حنفی فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ کی احادیث کی تخریج کی گئی یا امام غزالی کی عظیم دائرة المعارف احیاء علوم الدین کی احادیث کی تخریج کی گئی۔ایسی بہت سی کتب ہیں۔امام سیوطیؒ خود بھی بڑے امام حدیث تھے اور تخریج وتحقیق اور شرح وتشریح کے عظیم پارکھ بھی۔یہ ان کی ایک تصنیف ہے۔کاتب محمد معین نے خاص اس ذخیرہ کے بانی ومالک اور عالم وفاضل مولانا حبیب الرحمٰن شروانی (م۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء) کے لئے ۱۳۸۵ھ/۱۹۳۹ء میں حبیب گنج میں ہی ان کی فرمائش پر اس کی کتابت کی تھی۔اس کے کل ۶۳ اوراق ہیں۔

شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم

امام ترمذیؒ کی شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت مقبول کتاب ہے۔اس کے بہت سے مخطوطات دستیاب ہیں۔غالباً ہر قابل ذکر کتاب خانے میں اس کا کوئی نہ کوئی مخطوطہ ضرور ملتا ہے اور بسا اوقات ایک ہی جگہ متعدد مخطوطات موجود ہیں۔مولانا آزاد لائبریری کے مختلف ذخیروں میں اس کے کئی مخطوطات محفوظ ہیں جو اپنی خطی خصائص کی وجہ سے کافی قیمتی ہیں۔حبیب گنج کے ذخیرے میں اس کا ایک بہت قیمتی مخطوطہ محفوظ ہے جس کے ۲۶۲ اوراق ہیں اور اس کے کاتب کا نام عبدالنبی ہے جنہوں نے ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں اس کی کتابت کی تھی۔وہ عہد اورنگزیب کے خاتمہ کا نسخہ

ہے (۷۶۲نمبر)

اسی کتاب شمائل کا ایک اور مخطوطہ (نمبر۷۶۳) ۱۳۸ اوراق پر مشتمل خط نستعلیق میں ہے اور اس کے کاتب کا نام ظہور علی ہے مگر اس کی تاریخ کتابت کا علم نہیں ہو سکا۔

الشمائل النبوية والخصائل المصطفوية کے عنوان کامل سے امام ترمذی کا ایک اور مخطوطہ ذخیرہ احسن مارہری میں محفوظ ہے (نمبر۷۶، احسن عربیہ ۲/۱، ۲۹۷)۔ اس کے کل اوراق ۲۰۶ ہیں اور عمدہ خط نسخ میں ہے۔ ہر کاتب وسنہ کتابت کا علم نہیں۔

نظم الشمائل (نمبر۱۰۴۴) کے عنوان سے عہد اکبری کے ایک شاعر حافظ محمد حسین بن باقر ہروی نے اس کتاب شمائل کو فارسی نظم میں مرتب کیا تھا۔ اس کا مخطوطہ حبیب گنج ذخیرۂ فارسی میں ہے اور اس کا سنہ کتابت ۱۱۱۲ھ/۱۷۰۰ء ہے۔ اس عہد عالمگیری کے مخطوطہ کے کل اوراق ۱۹۸ ہیں اور وہ پاکیزہ خط نستعلیق میں ہے۔ سرورق پر صاحبزادہ محمد سعید خاں کی مہر ہے۔

شمائل کے اثرات: حلیہ مبارکہ پر کتب دیگر

شمائل ترمذی کی مقبولیت کے دو رُخ ملے ہیں: ایک یہ کہ دوسری کتب شمائل کی شہرت و استعمال اس کے سامنے ماند پڑ گئی اور وہ اتنی مشہور ہو سکیں اور نہ متداول۔ اس کے علاوہ بیشتر کتب شمائل اسی پر مبنی بھی کی گئی تھیں۔ دوسرے یہ کہ شمائل ترمذی نے دوسری زبانوں بالخصوص فارسی اور اردو میں ان کے تراجم یا حلیہ پر طبع زاد کتابوں کی بنا ڈالی۔

حلیہ مبارکہ (حسیب گنج ذخیرہ: ۱۰۵۸)

شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی کتاب سے اس نام سے خلاصہ شمائل لکھا تھا جو ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء کا مخطوطہ ہے اور اس کے کل اوراق ۴۷ ہیں اور وہ عمدہ نستعلیق میں ہے۔

حلیۂ مبارکہ کے نام سے کسی اور مصنف کا فارسی مخطوطہ ہے اور سرورق ضائع ہونے کے سبب ان کا پتہ نہیں چل سکا۔ اسے محمد شاہ جونپوری نے عالمگیر پوری میں بہادر شاہ کے زمانے میں کتابت کیا تھا۔ اس کے اوراق صرف ۲۷ ہیں اور وہ نستعلیق میں ہے۔ آخری صفحہ پر کاتب کی مہر ہے (حبیب گنج ذخیرہ فارسی: ۱۰۵۹)

مختصرات سیرت:

سیرت نگاری میں ایک رجحان بہت قدیم ہے جو ضخیم و کامل کتب سیرت کے پہلو بہ پہلو اُبھر کر سامنے آیا تھا۔ تیسری صدی ہجری/نویں صدی عیسوی سے ہی جب بعض بہت عمدہ اور جامع کتب سیرت مدوّن کی گئیں

مختصرات سیرت کا سلسلہ چلا۔ وہ پوری سیرت نبوی ﷺ کو کم صفحات ؍اوراق میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ان کی تعداد چالیس، پچاس اوراق سے زیادہ نہیں ہوتی۔ بالعموم وہ صرف بیس، پچیس اوراق پر مشتمل کتابچے ہوتے ہیں جن میں تمام ضروری معلومات سمو دی جاتی ہیں۔ ان مخطوطات ومختصرات سیرت کی سب سے بڑی خصوصیت ان کا اختصار اور ان کے نتیجہ میں ان کی جامعیت ہوتی ہے۔

ان کی تالیف وترتیج کا اصل مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ اور اساتذہ اور عام قارئین کے لئے ایک مختصر سیرت ان کے مطالعہ کے لئے اور حفظ و یاد کے لئے بھی تیار کیا جائے۔ قرون وسطیٰ کے تعلیمی نظام میں مختلف علوم و فنون میں، خواہ وہ عالیہ ہوں یا آلیہ، ایسے مختصرات تیار کئے جاتے تھے جن کو زبانی یاد کیا جا سکے اور ان کی وجہ سے اصل موضوع پر ان کے پڑھنے اور یاد کرنے والوں کی گرفت بھی ہو سکے۔ اسلامی مراکز و جامعات و مدارس میں مشرق و مغرب کے تمام ممالک میں اس کا چلن عام ہوا جس طرح سیرت نبوی ﷺ کے جامع و کامل مدونات کا چلن پڑ چکا تھا۔

مختصراتِ سیرت کا اسلوب ونہج بالعموم جامع وکامل سیرت کی کتابوں سے خاصا مختلف ہوتا ہے۔ ان میں ایک باب مختصر میں پوری سیرت نبوی ﷺ از ولادت تا وفات بڑے بڑے واقعات کی شکل میں پیش کر دی جاتی ہے اور پھر متعدد موضوعاتی تقسیمات یا فصول ہوتی ہیں جیسے آباء و اجداد نبوی، نسب نبوی، رضاعی امہات نبوی، اعمام و عمات، معجزات، کمالات، خصائص، شمائل و خصائل، مبشرات نبوی وغیرہ کے علاوہ بہت سے متعلقات پر بھی فصول ہوتی ہیں جیسے کتاب ؍کاتبین نبوی، سفیران نبوی، عمال و امراء نبوی، رفقاء و نجباء نبوی، اسلحہ، مویشی اور سواری کے جانور، کھانوں اور لباس وغیرہ سے متعلق فصول وغیرہ۔ ان میں بسا اوقات نئی معلومات بھی ہوتی ہیں جو جامع کتب میں بھی نہیں ملتی ہیں۔ ان مختصرات سیرت کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے جن کا ذکر صلاح الدین المنجد نے اپنی معجم میں بالتفصیل کیا ہے۔ ان میں سے متعدد کے مخطوطات مولانا آزاد لائبریری میں موجود ہیں۔

خلاصۃ سیَر سید البشر (نمبر ۱۷۷)

امام محبّ الدین طبری (محبّ الدین احمد بن عبداللہ طبری م۶۹۴ھ؍۱۲۹۴ء) کا مختصرِ سیرت ہے اور غالبًا مختصرات وخلاصات سیرت میں امامت کا درجہ رکھتا ہے۔ حالانکہ وہ قدیم ترین مختصر ؍اختصار سیرت نہیں ہے۔ ضخیم اور طویل کتب سیرت کے بالمقابل تیسری صدی ہجری ؍نویں صدی عیسوی ہی سے طلبہ و اساتذہ کے نصاب کے لئے بالخصوص سیرت کے بنیادی معلومات حفظ کرنے کی خاطر خلاصوں، تلخیصوں اور مختصرات کا سلسلہ زریں شروع ہوا اور ہر زمانے اور ہر علاقے میں اور ہر زبان میں مختصراتِ سیرت ان ہی نیک مقاصد سے تیار کئے گئے۔ ان کے بہت

سے مخطوطات ملے ہیں۔ محبّ طبری کا خلاصہ السیر مقبول و مشہور ترین مختصرات میں سے ہے اور وہ بہت سے متاخر مختصرات کا ماخذ بھی رہا ہے۔

حبیب گنج ذخیرہ کا یہ مختصر/خلاصۂ سیرت طبری عہدِ عالمگیر کا ہے کہ اس کی کتابت ۱۰۸۰ھ/۱۶۶۹ء میں ہوئی اور اس کے کاتب تھے سید ابن سید یعقوب۔ وہ خط نسخ میں ۱۲۲ اوراق پر مشتمل ہے اور کافی جلی اور موٹی کتابت ہے۔ حالانکہ وہ مختصر کتابچہ ہے اور مطبوعہ شکل میں ۵۴ صفحات پر مشتمل ہے جب کہ اس کی تقطیع کافی چھوٹی ہے۔ اوسط تقطیع میں وہ پچیس تیس صفحات سے زیادہ کا مخطوطہ یا مختصر نہیں ہوگا۔

نور العیون فی سیرۃ الامین المامون (نمبر: ۸۰ ذخیرۂ شیفتہ)

امام ابن سید الناسؒ (محمد بن محمد اندلسی م ۷۳۴ھ/۱۳۳۳ء) کا ایک مقبول ترین مختصر سیرت ہے۔ عام خیال وشہرت کے مطابق مرتبین کیٹلاگ نے بھی اس کو مؤلفِ گرامی کی جامع و ضخیم کتاب 'عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر' کا اختصار بتایا ہے۔ حالانکہ وہ اس کا اختصار نہیں ہے بلکہ محبّ الدین طبریؒ کے خلاصہ کا اختصار ہے۔ اس کا سنہ کتابت ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۷ء ہے مگر کاتب کا نام نہیں ہے۔ کل اوراق ۷۹ ہیں اور وہ قدیم نسخ میں ہے۔ اوّل ورق مخطوطہ کسی دوسرے کاتب کے خط میں ہے۔ غالباً اصل نسخہ کا اوّلین ورق/صفحہ ضائع ہو گیا تھا جسے کسی دوسرے نے پورا کر دیا۔

الاشارۃ الیٰ سیرۃ المصطفیٰ و تاریخ من بعدہ

حافظ مغلطائیؒ (علاء الدین ابوعبداللہ مغلطائی بن قلیج بن عبداللہ مکری حنفی م ۷۶۲ھ/۱۳۶۱ء) کا ایک مختصر سیرت ہے اور سیرت نبوی ﷺ کے بعد کی اسلامی تاریخ کو خلفاء وقت کے حوالے سے مؤلف گرامی کے زمانے تک بیان کرتا ہے۔ اصلاً اس کو مختصر سیرت کہا جا سکتا ہے کہ چھوٹے سائز/تقطیع کے کتابچہ کے ۹۴ صفحات مطبوعہ میں سیرت کے لئے ہیں اور چالیس صفحات میں پوری تاریخ مابعد سمودی گئی ہے۔ عام طور سے اس کا امام مغلطائی کی ضخیم و جامع کتاب سیرت 'الزھر الباسم فی سیرۃ ابی القاسم' کا خلاصہ بتایا جاتا ہے جیسا کہ کیٹلاگ کے مرتبین نے بھی قرار دیا ہے، حالانکہ وہ اس کا خلاصہ نہیں ہے۔ اس کو ان کی کتابِ مفصل سے مستفاد و ماخوذ تو کہا جا سکتا ہے مگر اسکا خلاصہ و مختصر نہیں کیونکہ دونوں کے مواد، موضوع، طرز و اسلوب، ابواب و فصول اور ترتیب و تالیف میں ہر لحاظ سے فرق عظیم پایا جاتا ہے۔

بہر حال یہ کافی قیمتی نسخہ ہے کیونکہ اس کی کتابت ۸۱۵ھ/۱۴۱۲ء میں ہوئی تھی جو مؤلف گرامی کے پچاس برسوں کے اندر کا معاملہ ہے۔ وہ دہلی سلطنت کے عہد کا نسخہ ہے اس لئے اور بھی قیمتی ہے کیونکہ اس دور کے مخطوطات

بہت کم ہیں۔ وہ خط نسخ میں ہے اور کل ۴۶ اوراق پر مشتمل ہے۔

اس کا مطبوعہ نسخہ دوسرا یا کسی قدر مختلف عنوان رکھتا ہے کیونکہ وہ کسی دوسرے مخطوطہ پر مبنی تھا اور اس کا عنوان تھا 'الاشارۃ الٰی سیرۃ المصطفٰی و تاریخ بعدہ من الخلفاء'۔

فارسی کتبِ سیرت

ایران و ترکستان کی اسلامی فتح کے مدتوں بلکہ صدیوں بعد ان بلادِ عجم کی علمی زبان عربی ہی رہی لیکن ایران و وسطِ ایشیا میں بعض عجمی خاندانوں کے برسر اقتدار آنے کے بعد ان کے اہل علم و صاحبان اقتدار میں اپنی زبان کی محبت نے کروٹ لی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ عربی زبان و ادب سے واقف نہ تھے۔ پھر عربی اسلامی شہ پاروں سے واقفیت کی بھی نے ان کو فارسی زبان و ادب کی ترقی دینے کے لئے آمادہ کیا اور انہوں نے عربی اسلامی کتب کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اسی سلسلہ تراجم میں عربی کتب سیرت بھی شامل تھیں۔ انہوں نے خالص طبع زاد کتابیں فارسی میں تالیف کرنے کا آغاز کیا اور بہت سی کتابیں دوسرے اسلامی علوم وفنون کی مانند فن سیرت میں لکھی گئیں۔ ان میں سے متعدد ہندوستان میں بھی تالیف کی گئیں جو کہ درج ذیل ہیں:

مدارج النبوۃ (نمبر:۲۱۴، ذخیرہ شیفتہ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) کی مشہور ومقبول فارسی کتاب سیرت ہے۔ وہ ایک دیباچہ، پانچ اقسام اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے اور اس کے کل ۴۶۴ اوراق ہیں جو نستعلیق میں ہیں۔

مدارج النبوۃ (ذخیرہ احسن مارہری: نمبر ۳۴۱: احسن فارسیہ: ۹۲۰/۲۸) کا ایک اور مخطوطہ ہے جو ۱۱۷۵ھ/۱۷۶۱ء سے قبل کا کتابت شدہ ہے اور اس کے کاتب کمال الدین ابوحفص قادری تھے۔ اس کے کل اوراق ہیں ۴۴۰۔ مگر یہ نسخہ ناقص ہے کہ پانچ میں سے صرف دو اقسام پر مشتمل ہے۔

شواھد النبوۃ (حبیب گنج ذخیرہ فارسی: ۱۰۴۷)

مولانا جامی (نورالدین عبدالرحمٰن جامی م ۸۹۸ھ/۱۴۹۲ء) کی مشہور کتاب ہے جس کی تکمیل سنہ ۸۸۵ھ/ ۱۴۸۰ء میں ہوئی تھی۔ مخطوطہ کے اوراق ۲۴۸ ہیں اور وہ عمدہ نستعلیق میں ہے۔ تاریخ کتابت کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ سرورق پر سید محمد یحییٰ خاں بہادر اکبر جنگ کہ مہر ہے جو اسے مغل دور کا نسخہ/مخطوطہ ثابت کرتی ہے۔ اسی شواھد النبوۃ کا ایک اور مخطوطہ اس ذخیرہ میں ہیں (نمبر ۱۰۴۸) جس کے اوراق ۱۶۳ ہیں اور وہ نستعلیق میں ہے۔ باقی تفصیلات مفقود ہیں۔

روضۃ الاحباب (حبیب گنج ذخیرہ فارسی نمبر: ۱۰۴۹۔۱۰۵۰)

شیخ عطاء اللہ بن فضل اللہ جمال حسینیؒ (م۹۲۴ھ/۱۵۲۱ء) کی بہت مشہور و معروف تالیف ہے۔ اس میں رسول اکرم ﷺ کی سیرت کے ساتھ بارہ اماموں (ائمہ اثنا عشر) کی سیرت و حیات بھی شامل ہے۔ سیرت نگاری کے مختلف رجحانات میں سے ایک رجحان یہ بھی ہے کہ سیرت نبوی کا سلسلہ بعد کے اکابر سے ملا دیا جاتا ہے۔ ان میں کبھی خلفاء راشدین اربعہ، خلفاء اسلام عام طور سے اور اصحابِ عشرہ مبشرہ یا اہلبیت کے اکابر شامل ہوتے ہیں۔ حضرات شیعہ رمؤلفین اپنے اماموں کی سیرت و سوانح کا سلسلہ ملانے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ یہ اسی رجحان کی ہے۔ اس کی دو جلدیں ہیں جلد اوّل کے اوراق ۲۶۷ ہیں اور جلد دوم کے ۳۵۲ اوراق۔ اس طرح وہ کافی ضخیم کتاب ہے۔ اس کے کاتب مرزا خدا بخش گرگانی تھے جو مغل حکمران شاہ عالم کے پوتے تھے اور مشہور شاعر مومن خاں مومن کے شاگرد

روضۃ الاحباب (نمبر: ۱۰۵۱) کا ایک دوسرا نسخہ رمخطوطہ بھی اسی ذخیرۂ مخطوطات میں موجود ہے۔ اس کے کاتب حسین بن ابراہیم بن سید محمد بن جلال بن داؤد حسینی تھے۔ اس کے اوراق ۳۳۷ ہیں اور خط نستعلیق ہے۔

سلوالکئیب بذکر الحبیب (حبیب گنج فارسی: ۱۰۵۲)

محمد رفیع الدین بن فرید الدین خاں مراد آبادیؒ کی تالیف لطیف ہے۔ موصوف حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے شاگرد رشید تھے اور ۱۲۱۸ھ/۱۸۰۳ء میں فوت ہوئے۔ کتاب کی تکمیل سنہ ۱۱۸۴ھ/۱۷۷۵ء میں کی تھی۔ وہ اصلاً مختصر سیرت ہے کہ اس کے اوراق کل ۵۲ ہیں۔ خط نستعلیق میں ہے۔ سنہ کتابت وغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔

فارسی تراجم، کتب و مختصرات سیرت

بعض عربی کتب و مختصرات سیرت کے فارسی میں عمدہ تراجم کئے گئے اور وہ بہت مشہور متداول بھی ہوئے۔ ان میں سے بعض کتب و مختصرات سیرت مولانا آزاد لائبریری میں موجود ہیں اور ان کے مخطوطات بھی بہت قیمتی ہیں۔ چند ایک یہ ہیں:

سفر السعادۃ (حبیب گنج ذخیرہ فارسی: ۱۰۴۶)

علامہ مجد الدین فیروز آبادیؒ (محمد بن یعقوب بن محمد م ۸۱۷ھ/۱۴۱۵ء) کی عربی کتاب 'الصراط المستقیم' کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس کے ۱۰۴ اوراق ہیں اور وہ خط نستعلیق میں ہے۔ کاتب سید عبدالعلی بن سید عبدالنبی فرخ آبادی ترمذی (م۱۲۴۲/۱۸۲۶) ہیں۔

سرور المخزون (ذخیرۂ حبیب گنج فارسی نمبر ۱۰۴۵؛ ۱۴/۹)

شاہ ولی اللہ دہلویؒ (احمد بن عبدالرحیم فاروقی م ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کا امام ابن سید الناسؒ کے مختصر سیرت نور العیون کا فارسی ترجمہ وخلاصہ ہے۔اس کے کل چالیس اوراق ہیں اور وہ خط نستعلیق میں ہے جو شکستہ آمیز ہے۔

سرور المحزون فی تلخیص سیر الامین المامون (جواہر میوزیم ذخیرہ فارسی ۱۶/۱)

دوسرا مخطوطہ ہے جس کے اوراق صرف ۲۴ ہیں۔

سرور المحزون فی تلخیص سیر الامین المامون (ذخیرہ سبحان اللہ ۹۲۰/۵۰ ف ضمیمہ)

تیسرا مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری ہے اور اس کے اوراق ۳۲ ہیں اور بہت عمدہ نسخہ خط نسخ میں ہے۔اس مخطوطہ میں ترقیمہ بھی ہے جس کے مطابق وہ 'مولانا مرشدنا افضل العلماء اکمل الفضلا، بلادنا المشتہر حضرت مولوی شمس الدین صاحب ...... کا حسبِ ارشاد لکھا گیا'۔ان بزرگوار سے مراد مشہور شیخِ وقت حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ ہیں۔اس میں کتاب **سرور المحزون** کی تالیف کا سنہ بھی دیا گیا ہے جو ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۵ء-۱۷۳۶ء ہے اور وہ حضرت شاہؒ کے نسخہ اصل پر مبنی مخطوطہ ہے۔اس پر مفصل بحث خاکسار راقم نے اپنی کتاب میں کی ہے۔

میلاد نامے

مولانا آزاد لائبریری کے مختلف ذخیروں میں متعدد میلاد ناموں کے مخطوطات عربی و فارسی میں محفوظ ہیں۔ میلاد نامے دراصل عوامی دلچسپی کے تھے اور ان کو بالعموم بارہ ربیع الاوّل کی تقریبات میں پڑھنے اور سنانے کے لئے لکھا جاتا تھا۔عربی میں مولود النبی ﷺ کے عنوان سے ان کے متعدد مخطوطات ومطبوعات کا ذکر صلاح الدین المنجد نے اپنی معجم میں کیا ہے۔ان کا عربی نام/عنوان فارسی میں بھی آیا مگر فارسی اور اردو میں زیادہ مقبول وسادہ میلاد نامہ ہے۔

مولود مکی (باترجمہ فارسی تحت المتن العربی)۔ذخیرہ آفتاب:۵۱

عبداللہ الواعظ المکی کا تصنیف کردہ ہے۔سنہ کتابت ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء ہے اور اوراق ۴۸ ہیں۔خط نستعلیق و نسخ دونوں میں ہے (آفتاب عربیہ ۹۱/۴۱)

عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر (ذخیرہ حبیب گنج:۷۸۱)

شیخ جعفر بن حسن البرزنجیؒ (م ۱۱۸۰/۱۷۶۶) کا کل بیس اوراق کا میلاد نامہ ہے۔نستعلیق میں ہے۔جس

کے اواخر میں امام ابن جوزیؒ (ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابی الحسن بن علی م ۱۲۰۰/۵۹۷) کا تکملہ مولود ہے جو پانچ اوراق پر مشتمل ہے۔

المولود الشریف کے نام سے ایک اور مخطوطہ اسی ذخیرہ حبیب: ۷۸۲ میں ہے جس کے مولف تھے شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰنؒ (م۹۰۲ھ/۱۴۹۷ء) جس کا آغاز امام سخاوی کے بیانیہ سے ہوتا ہے۔ اس کے کل اوراق دس ہیں (۲۵۔۳۴)

'مولود النبی المختار' کے نام سے اسی جلد میں تیسرا مخطوطہ کسی نامعلوم مؤلف کا ہے۔ اس کے کاتب تھے جوہر علی بن حسین اور اس کا سنہ کتابت ہے ۱۲۶۶ھ/۱۸۴۹ء۔ اس کے کل اوراق ۳۷ ہیں اور وہ نسخ میں ہے۔

خطبات المولود والصلوٰۃ علی النبی السلام، کے نام سے ایک اور مجہول مؤلف کا مخطوطہ اسی جلد میں ہے جس کے ۱۴ اوراق ہیں۔

رسالہ میلاد کے نام سے ایک اور مخطوطہ نمبر ۷۸۶ اسی ذخیرہ حبیب میں ہے جس میں کل اوراق پانچ ہیں اور وہ کسی نامعلوم کا ہے۔

مولود شریف کے عنوان سے ذخیرہ حبیب گنج فارسی نمبر ۱۰۵۶ میں ایک ۲۲ اوراق کا مختصر مخطوطہ ہے۔ اس کے مصنف، کاتب اور سنہ کتابت کے بارے میں معلومات نہیں مل سکیں۔

فضائل النبی ﷺ

رسول اکرم ﷺ کے فضائل کا ایک خاص بابِ سیرت ہے جس کو ماہرین فن نے اصل سیرت سے جدا رکھا ہے۔ اس میں رسول اکرم ﷺ کے خاص فضائل ومناقب بالخصوص ذات مبارکہ سے وابستہ فضائل و خصائص کا ذکر ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ آپ ﷺ کی ذات فضیلت مآب سے ذرا بھی تعلق وارتباط سے بھی کچھ بھی لکھا جائے اس باب میں آجاتا ہے۔ درود وسلام، تقرب وتوسل، التجاء والتماس وغیرہ متعدد ابواب ذیلی اس میں شامل کئے جاتے ہیں۔ ان پر بہت سی ضخیم کتابیں اور مختصرات بھی لکھے گئے ہیں اور ان کے قیمتی مخطوطات مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

فضیلتِ صلوٰۃ و سلام کے عنوان سے ایک نامعلوم مؤلف کا رسالہ چودہ اوراق پر ذخیرہ حبیب گنج نمبر ۱۰۵۵ میں ہے جو نستعلیق میں ہے اور اس کے آخری ورق رصفحہ پر محمد عبدالجلیل کی مہر ہے جس میں سنہ ہے ۱۱۱۶ھ/۱۷۰۴ء شروع میں وہ ناقص ہے۔

شرح ورد التقرب و حزب التوسل (حبیب گنج ذخیرہ فارسی: ۱۰۵۳)

شیخ ولی اللہ بن احمد علی حسینی فرخ آبادیؒ (م۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء) کا کافی متاخر کارنامہ ہے۔ وہ کافی ضخیم کتاب ہے اس کے اوراق کی تعداد۴۳۴ ہے جو خط نستعلیق میں ہیں۔اس کی تالیف تیرہویں صدی ہجری کے آغاز میں یعنی سن ۱۲۰۴ھ/ ۱۷۸۹ء میں ہوگئی تھی۔ سرورق پر سید احمد کی مہر ہے اور آغاز کتاب میں مؤلف گرامی کا ایک وضاحتی بیان بھی ہے۔

مبشرات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ماہرین فنِ سیرت نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سابق انبیاء کرام اوران کی کتابوں کی بشارتوں کوفن سیرت کا ایک ذیلی باب بنایا ہے اگرچہ عام طور پر محدثین اور سیرت نگاران کو اپنی کتابوں کا خاص باب بناتے ہیں۔ بہرحال سیرت نگاری کا یہ رجحان قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے اور تمام معتبر کتب حدیث وسیرت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مبشرات یا بشارتیں ملتی ہیں۔متعدد اہل قلم نے ان ہی پر خاص تالیفات چھوڑی ہیں۔ان کے مختلف مخطوطات، ضخیم ومختصر، مختلف کتاب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔مولانا آزاد لائبریری میں وہ بہت کم ہیں۔

بشارتِ فارقلیط

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتب سماویہ میں فارقلیط کے نام سے بشارت کا ذکر ہے جس پر بزرگ علی مارہری (م۱۲۶۲ھ/۱۸۴۶ء) نے ۶۴ اوراق کا ایک رسالہ لکھا ہے وہ نستعلیق میں ہے (ذخیرۂ حبیب گنج نمبر۱۰۵۴)

متعلقات سیرت پر رسائل وکتب

خاص سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہٹ کر بعض بالواسطہ ربط رکھنے والی کتب کو متعلقاتِ سیرت کے خانے میں رکھا جاتا ہے۔

المصباح المغنی فی کتاب النبی الامی و رسولہ الی ملوك الارض من عربی و عجمی (نمبر۳۷۷حبیب گنج ذخیرہ)

ان ہی متعلقاتِ سیرت میں سے ایک تالیف ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں اور سفیروں سے بحث کرتی ہے۔کتب سیرت میں ان پر ایک باب یا فصل ہوتی ہے۔بعض نے اس پر آزاد کتابچے بھی لکھے۔المصباح المغنی ان ہی میں سے ایک ہے۔اس کے مؤلف عبداللہ بن محمد بن علی بن احمد بن حدیدہ انصاری تھے جنہوں نے اس کی تکمیل سن ۷۷۹ھ/۱۳۷۷ء میں صلاحیہ خانقاہ میں کی تھی۔ اس مخطوطہ کے کاتب عبدالرحیم بن محمد صالح بن سلیمان بن عبدالستار تھے جنہوں نے عبدالمومن بن احمد الجاوی کے مخطوطہ مکتوبہ سنہ ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۰ء سے اس کی کتابت کی تھی لہذا وہ عہد عالمگیر کے ایک نسخہ پر مبنی ہے اور اس کے اوراق ہیں ۱۵۶۔

فارسی میں بھی بعض کتب رمخطوطے متعلقاتِ سیرت پر محفوظ ہیں، جیسے:

'رسالہ در بیان آداب لباس آنحضرت ﷺ' ومولانا عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب مدارج النبوۃ کے ایک حصہ مطالع الانوار پر مبنی ہے۔ اس کے کل ۹ اوراق ہیں اور وہ نستعلیق میں ہیں۔ (ذخیرۂ حبیب گنج فارسی نمبر ۱۰۵۷)

والدین ماجدین پر مخطوطات

رسول اکرم ﷺ کے والدین ماجدین کے اسلام لانے اور اسلام میں ان کے مقام ومرتبہ پر مختلف کتب اور رسائل لکھے گئے اور وہ سب کے سب بالعموم کتابچوں کی ذیل میں آتے ہیں۔ حبیب گنج کے ذخیرہ مخطوطات میں ایسے کئی رسالے ہیں:

مسالك الحنفاء فی والدی المصطفی (نمبر ۷۷۴) از امام سیوطی، خطِ نسخ میں ہے اور ۲۴ اوراق پر مشتمل۔ مرتبین کے مطابق وہ ان کی کتاب مستعاب 'الحاوی فی التفتاویٰ' کا خلاصہ ہے۔

الادب الولوی فی شرف النسب النبوی (نمبر ۷۷۹) بھی شرفِ نسب اور آباء واجداد پر ہے اور امام سیوطی کا مختصر رسالہ ہے جو خط نسخ میں کتابت شدہ صرف نو اوراق پر مشتمل ہے۔

الدرج المنیفة فی الآباء الشریفة امام سیوطی کا ایک اور کتابچہ اسی موضوع پر ہے اور کل سات اوراق پر مشتمل ہے اور وہ بھی خط نسخ میں ہے (نمبر ۸۹۰)

مجہول مؤلفین کی کتب سیرت

تالیف وتصنیف کتب کے فن میں ایک المیہ یہ بھی ہے کہ بہت سی کتابوں کے مؤلفین کرام کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ تمام علوم وفنون میں پایا جاتا ہے۔ فن سیرت میں بھی بعض بہت اہم کتابوں اور مختصروں کے مصنفین کے نام نہیں مذکور ہوئے۔ مخطوطات میں اس کا اور بھی زیادہ اظہار ہوتا ہے کہ کاتب ان اہم معلومات کو محفوظ رکھنے یا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کرتے۔ مسلم یونیورسٹی کی مولانا آزاد لائبریری کے مخطوطات سیرت میں بھی ایسے بعض رسائل اور کتابچے ملے ہیں جن کے مؤلفین کا ذکر نہیں کیا گیا۔ بالعموم ایسے مخطوطات مختصرات کی شکل میں ہیں اور ناقص الاوّل ہیں جن کی وجہ سے مؤلف کا پتہ چلانا دشوار ہے۔

رسالة فی سیرة النبی (حبیب گنج ذخیرہ: ۷۷۸)

عربی کا مختصر صرف نو اوراق پر مشتمل رسالۂ سیرت ہے جو خط نستعلیق میں ہے اور ناقص الاوّل ہے۔ اس کے آغاز کی عبارت ابوجہل کی حبیب بن مالک ایک جاہل حکمران کی طرف سفارت کاری کی روایت سے ہوتی ہے۔

سیرۃ النبی (نمبر: ۲۱۵: ذخیرہ شیفتہ)

کسی مجہول مؤلف کی مختصر کتاب سیرت ہے جس کے کل ۳۹ اوراق ہیں اور وہ مختصرات میں آتی ہے۔ نستعلیق میں ہے۔

تنقیدی تجزیہ

سیرت نبوی ﷺ کے مخطوطات تاریخِ اسلام اور تاریخِ عرب کے انتہائی اہم اور معتبر مآخذ ہیں۔ ان میں سے تمام بنیادی اور وسیع و بسیط جہات کے حامل مصادرِ سیرت چھپ چکے ہیں۔ ان کی تعداد معتدبہ کہی جاسکتی ہے لیکن ابھی بہت سے معلوم مخطوطات زیورطبع سے آراستہ نہیں ہوسکے ہیں اور وہ دنیا کی بہت سی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ غیر معلوم مخطوطاتِ سیرت ان سے کہیں زیادہ ہے یا ہوسکتی ہے اور ان کے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ مفقود و گمشدہ ہیں۔ بہرحال اس کا امکان بہت قوی ہے کہ ان کی کافی تعداد متعدد عالمی ذخائر میں اب بھی مدفون ہے اور ان کا پتہ لگانا ہے۔

بیسویں صدی میں متعدد معلوم، مفقود اور نامعلوم مخطوطاتِ سیرت کا پتہ محققین نے لگایا ہے۔ ان میں سے بعض حاصل کرم چھاپ بھی دئے گئے ہیں جیسے امام عروہ بن زبیر (م۹۴ھ/۷۱۳ء) کی کتاب مغازی رسول اللہ ﷺ یا امام بلاذری (م۲۷۹ھ/۸۹۲ء) کی انساب الاشراف کی جلد اوّل یا امام سیرت ابن اسحاق (م۱۵۰ھ/۷۶۷ء) کی کامل سیرت 'کتاب المبتدا والمبعث والمغازی' کے صرف دو ناقص قطعات وغیرہ۔ ان کے علاوہ متعدد دوسری کتب ورسائل سیرت کے مخطوطات کو تہذیب و تدوین کے مراحل سے گزار کر منظر عام پر لایا گیا ہے۔

بہرحال اب بھی بہت سے مخطوطاتِ سیرت مختلف کتب خانوں میں متلاشیانِ حق وعلم کا انتظار کر رہے ہیں۔ معلوم مخطوطات میں امام مغلطائی (م۷۶۲ھ/۱۳۰۳ء) کی جامع سیرت 'الزھر الباسم فی سیرۃ ابی القاسم' جیسی یک جلدی کتب سیرت اور علامہ مقریزی (م۸۴۵ھ/۱۴۴۱ء) کی کتاب امتاع الاسماع کی پہلی جلد کے بعد کی جلدیں اور خود ابن اسحاق کی کتاب جامع کی دوسری روایات کوفہ، بصرہ، مدینہ والے اور امام واقدی (م۲۰۷ھ/۸۲۲ء) ان سب کی بازیافت، تحقیق و تدوین اور طباعت واشاعت مخطوطاتِ و مآخذ سیرت کی حفاظت تو ہوگی ہی، ان کی بنا پر علم سیرت اور معلومات تاریخ عرب میں متعدبہ بلکہ بہت انقلابی قسم کا اضافہ ہوسکتا ہے۔

سیرت نبوی ﷺ اور تاریخ اسلام پر بالخصوص اور تاریخ عرب پر بالعموم نئ معلومات مخطوطات وکتب کا تجزیہ ایک پوری کتاب تحقیق کا مطالبہ کرتا ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں، البتہ چند معلومات واضافات کا صرف حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

بعثت نبوی سے قبل کی تاریخ اسلام بلکہ تاریخ عرب بہت قیمتی مواد بلاذری کی انساب الاشراف میں

ہے۔

آباء واجداد نبوی ﷺ کے بارے میں بہت سی نئی معلومات ملتی ہیں جو ابن اسحاق /ابن ہشام کے ذرائع کے علاوہ دوسرے ذرائع میں ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی رضاعت حضرت اور ثوبیہ کے بارے میں حافظ ابن عبدالبر قرطبی کی سند پر نواب صدیق حسن نے ان کی اسلمی نسبت کا اضافہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ رسول اکرم ﷺ کی رضاعت کے حوالے سے ثقیف /ہوازن طائف اور قریش مکہ کے تعلقات، دادا عبدالمطلب ہاشمی کی مفصل سوانح عمری اس کی بنا پر مرتب کی گئی ہے۔ ان کا سفرِ مدینہ سالانہ معمول تھا اور وہ اپنے ننہیال کی زیارت کو جاتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کا سفر مدینہ بچپن میں ان کی والدہ اور دایہ ام ایمن کے ساتھ دراصل اسی سالانہ معمول عبدالمطلب کا حصہ تھا۔ حضرت ورقہ بن نوفل اسدیؓ کی سوانح عمری اور رسول اکرم ﷺ سے روابط کو نئی کتاب ابن اسحاق کی بنا پر مرتب کیا جا سکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور دوسرے عرب اکابر کے شامی تجارت سے متعلق اخبار کا ایک ذخیرہ ان کتابوں میں موجود ہے۔ مختصرات سیرت نے بالعموم توقیت زمانی کی ایک نئی طرح ڈالی ہے کہ متعدد واقعات سیرت کو عمر نبوی کے ماہ وسال سے مقید کرتی ہے۔

بعد نبوت مکی دور میں اسلام کی تبلیغ واشاعت، رسول اکرم ﷺ کی مساعی، عرب قبائل کے ردعمل اور متعدد دوسرے ابواب تاریخ وسیرت میں بھی ان دریافت شدہ مخطوطات و کتب مطبوعہ نے بہت قیمتی اضافہ کیا ہے۔ توقیت کے لحاظ سے یحییٰ عامری اور مقریزی وغیرہ نے مثلاً مکی نبوی زندگی کی سنہ وار توقیت کی ہے اور وہ نئی چیز ہے جب کہ مدنی توقیت ہی بالعموم معروف ہے۔

مدنی دور کی حیاتِ طیبہ میں مغازی اور غزوات سے متعلق بہت قیمتی معلومات محمد بن حبیب بغدادی کی کتاب المحبر اور کتاب المنمق اور ابن قتیبہ کی کتاب المعارف نے عطا کی ہیں۔ خاص کر جاہلی اکابر عرب کے بارے میں معلومات کو ابھی پوری طرح استعمال نہیں کیا گیا۔

پیپری دستاویزات اور دوسرے مخطوطاتِ اسلامی وعربی میں خلافت راشدہ اور خلافت اسلامیہ امویہ کے بارے میں نئی اخبار و معلومات ہیں جن کا استعمال کیا گیا ہے مگر ابھی ایک جہان معلومات انتظار کر رہا ہے۔ ان سے اسلامی تاریخ کے خدوخال اور خوبصورت ہو جائیں گے اور سیاسی نظام کے علاوہ مالی واقتصادی نظام اور عام تہذیب و تمدن اسلامی تابندہ تر ہو جائے گا۔

مخطوطات سیرت اور دوسرے مخطوطات تاریخ عرب واسلام کی کتابت کا زمان و مکان بھی ایک اہم زاویہ ہے۔ یہ تمام مخطوطات و مآخذ سیرت عالم عرب واسلام کے مختلف دیار وامصار میں لکھے گئے جو سرحد چین سے سرزمین

اُندلس تک وسیع تھے اور ان کا عرض بھی بہت سے بلاد عرب وعجم کا احاطہ کرتا ہے۔ مکانی لحاظ سے شاید ہی کوئی علاقہ عرب واسلام ہو جہاں چھوٹے بڑے مخطوطات و مآخذ سیرت نہ مرتب کئے گئے ہوں۔ ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تمام اسلامی اقوام وممالک نے سیرت نبوی ﷺ اور تاریخ عرب واسلام میں عظیم الشان اضافے کئے تھے۔ ان میں خاص اُندلس عطایا بہت عظیم و وسیع بھی ہیں اور قیمتی معلومات سے پُر ہیں۔ بعض فہارس ومعاجم کی کتب جیسے فہرست ابن خیر اشبیلی نے ان کتب و مآخذ سیرت کی نسل در نسل تعلیم وتدریس کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ ان کی زمانی توقیت کرنے کے علاوہ مختلف نسلوں کی سیرت نبوی ﷺ اور تاریخ اسلام وعرب سے شیفتگی کو بتاتا ہے اور ان کی بنیاد پر اسلامی علوم و فنون کی اشاعت کا ایک وسیع وجمل گراف تیار کیا جا سکتا ہے۔ قرأت وسیرت وتاریخ کے حوالے سے ایسا کیا بھی گیا ہے۔

زمانی فوقیت کے لحاظ سے مخطوطات و مآخذ کی کتاب واشاعت کے زمانوں کا تو پتہ چلتا ہی ہے ان کے مختلف ادوار میں ان کے مالکوں، حاملوں، کاتبوں اور قاریوں کے بارے میں قیمتی معلومات مل سکتی ہیں اور ان کی بنا پر ان کے مذکورہ سنین وادوار میں سیرت نبوی ﷺ اور تاریخ اسلام وعرب کی قرأت، کتابت، مطالعہ اور تدوین وتحفیظ کی ایک پوری تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے۔ ان کی وجہ سے مراکز سیرت وتاریخ کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ جزیرۂ نمائے عرب کے تمام اہم مراکز و دیار وامصار، مکہ، مدینہ، یمن، طائف وغیرہ کے علاوہ عراقی دیار میں کوفہ، بصرہ، موصل، تکریت وغیرہ اور شامی علاقوں میں دمشق، حلب، حماۃ، انطاکیہ، اردن وحمص وغیرہ اور مصر کے مختلف علاقوں اور شمالی افریقہ اور اُندلس کے پورے جزیرہ نما کے امصار کی علمی سرگرمی اور تاریخ وسیرت پر ان کی کارکردگی ایک پوری تاریخ تہذیب مرتب کی جاسکتی ہے۔ عجمی دیار میں ایران وخراسان، ترکستان وغیرہ کے علاوہ خاص اس برصغیر پاک و ہند کے مختلف ادوا ور مکان کی علمی وتہذیبی سرگرمی کی ایک مختصر سی بازیافت کی جاسکتی ہے۔

تاریخِ عرب اور تاریخِ اسلام کی معلومات میں اضافہ اور نئی اخبار وروایات کی دستیابی محض گمان نہیں ہے۔ مذکورہ بالا مخطوطات وکتب کی تدوین واشاعت نے تاریخ عرب اور سیرت نبوی ﷺ دونوں کے بارے میں سے یقینی بنا دیا ہے۔ عروہ، بلاذری، واقدی، مقریزی، دیار بکری، مغلطائی اور متعدد دوسرے اکابر علم کی کتب سیرت نے قیمتی معلومات دی ہیں۔ جس طرح ایک صدی قبل ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ اور متعدد دوسرے قدیم مآخذ کی اشاعت نے ذخیرہ علم کو مالا مال کیا تھا۔ ابن اسحاق کی کتاب سیرت منقود ہے اور صرف ابن ہشام کی تہذیب میں موجود ہے مگر اس کے گمشدہ قطعات نے بیش قیمت معلومات کا اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح یقین ہے کہ واقدی کی کتاب سیرت کے اوّلین دو اجزا یا کتب انقلابی اضافے کریں گے۔ کیونکہ ان دونوں کی متعدد روایات واحادیث اور معلومات و

اخبار متعدد دیگر کتب حدیث و سیرت موجود ہیں اور اس کا یقین دلاتی ہیں۔ مثال کے طور پر امام ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ/۱۴۴۸ء) کی شرح بخاری فتح الباری، جو خود اپنی جگہ معارف اسلامیہ کے ساتھ معارف سیرت کا ایک قاموس عظیم ہے، واقدی کی کتاب سیرت کے ان دونوں اجزاء کی بہت سی روایات نقل کر کے ان کو نہ صرف محفوظ کرتی ہے بلکہ ان کو اعتبار و ثقاہت بھی عطا کرتی ہے کہ ایک امام حدیث نے واقدی کو معتبر سمجھا۔ واقدی کی ایسی کتاب تاریخ ومبعث کی بہت سی روایات امام کلاعی (حافظ سلیمان بن موسیٰ، م۶۳۴ھ/۱۲۳۷ء) کی کتاب الاکتفاء میں موجود و معلوم ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ تمام روایات امام نہیں ہیں، پورے دو اجزاء کی بازیافت نہ جانے کتنا اضافہ کرے گی۔ اسی طرح انساب الاشراف بلاذری کی بقیہ چھ جلدیں، مقریزی کی کتاب **الاسماع** کی متعدد جلدیں اور دوسری کتب سیرت و تاریخ کی بہت سی جلدیں کس قدر قیمتی اضافے کریں گی اور ان سے سیرت نبوی ﷺ کے بہت سے خلا بھرنے میں مدد ملے گی۔

اگرچہ گینزا ریکارڈ یا پیپری ریکارڈز کا قیمتی اسلامی اثاثہ جو مصر کی مختلف لائبریریوں اور آرکائیوز میں محفوظ ہے، اصطلاحی مخطوطات کے دائرہ میں نہیں گردانا جاتا مگر وہ بھی مخطوطات سیرت و تاریخ اسلامی ہی کا ایک حصہ ہے۔ اس کے بعض حصے یا اجزاء بعض مستشرقین جیسے سی ایچ بیکر، ایچ آئی بیل، نوئلڈیکے وغیرہ کی محنتوں سے شائع ہو چکے ہیں اور ان کی بنیاد پر عہد جدید کے ایک عظیم محقق ڈینل سی ڈینٹ نے اسلامی نظام محاصل کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کر کے خود مستشرقین کے نظریات و افکار کا ابطال کر کے اسلامی مصادر کی توثیق و تصدیق ہی نہیں کی بلکہ بہت قیمتی معلومات پیش کی ہیں۔

خاص مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مخطوطات سیرت کے حوالے سے ان تمام تہذیبی، علمی، سیرتی، تاریخی اور وسیع تناظر میں اسلامی سرگرمی کی بہت سی دقیع اور وسیع جہات ملتی ہیں۔

موطا امام مالک کے نسخہ معموری پر مشتمل مخطوطہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ واحد کامل متن کتاب ہے جو حضرت شاہؒ نے غالباً اپنے سفرِ حرمین کے دوران حرمین شریفین میں کسی جگہ حاصل کیا تھا اور اسی پر مبنی کر کے اپنی کتاب شرح مصفیٰ رمسویٰ کا متن موطا پیش کیا۔ موطا تمام دستیاب و معلوم مخطوطات اور ان پر مبنی تمام مطبوعات جیسے فواد کا نسخہ وغیرہ شیخ الحدیث مولانا زکریا کی شرح وغیرہ کا متن سب ناقص ہیں اور وہ اصلاً متن معمودی ہی نہیں ہیں۔ ان میں کتاب سیرت کا کامل حصہ جو تیئیس ابواب پر مشتمل ہے موجود نہیں ہے۔ حضرت شاہؒ کے بعض اور مخطوطات بخاری وغیرہ بھی نادر و نایاب کتب و مآخذ ہیں۔

خاص سیرت نبوی کے کامل و جامع مآخذ جیسے ابن حزم، یحییٰ عادل، قسطلانی، دیار بکری وغیرہ کی کتب و

مخطوطات میں متعدد پرحواشی بھی ہیں جو مطبوعہ نہیں ہیں اور ان کی افادیت مسلم ہے۔ دوسری کتب سیرت وشمائل خاص کر مختصرات سیرت بہت قیمتی اورنئی معلومات دیتے ہیں۔

ان مخطوطات سیرت وتاریخ کی غالبًا سب سے اہم جہت ان کی زمانی ومکانی فوقیت سے وابستہ ہے۔ وہ برصغیر میں دہلی سلطنت اور مغل شہنشاہت کے قرون وسطیٰ میں سیرت نبوی ﷺ اور تاریخ اسلامی سے اکابر وارکان سلطنت کی وابستگی اوران کے ادوار مختلفہ ہیں۔ ان اسلامی علوم وفنون کی اشاعت وتبلیغ اوران کی تدریس وترویج کی ایک خاص تہذیب مرتب کرتے ہیں۔ ان میں سے متعدد سرورق پر مالکوں اورمحافظوں کی مہریں سیرت نبوی سے اسلامیان ہند کی وابستگی وشیفتگی کی محبت آمیز روایت پر مہر اسناد ثبت کرتی ہے اور یہ حقیقت بتاتی ہے کہ وہ محض فرمانہ و ایان وحاکمان وقت نہیں تھے بلکہ اسلامی علوم وفنون کے محافظ وامین اورترویج کرنے والے بھی تھے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) بحث کے لئے ملاحظہ ہو: ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا محاکمہ ٔ سیرت ابن اسحاق، نقوش رسول نمبر ۱۱، جنوری ۱۹۸۵ء، اردو ترجمہ نور الٰہی (ایڈووکیٹ)، ص ۳۸۸ بالخصوص اور پوری کتاب سیرت ابن اسحاق اور محاکمہ مذکورہ، ۸۔۳۹۰؛ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں مقالات ابن اسحٰق وابن ہشام

(۲) موطا امام مالک کے مختلف متون پر ملاحظہ ہو: کتاب خاکسار، شاہ ولی اللہؒ کی خدمات حدیث، پھلت، ۲۰۰۴ء، ۸۷۔۱۹۴)

(۳) بحث کے لئے: محمد یسین مظہر صدیقی، شاہ ولی اللہؒ دہلوی کا رسالہ سیرت، ۲۰۰۶ء، پیش لفظ رتقدیم)

(۴) محمد یٰسین مظہر صدیقی، شاہ ولی اللہ کا رسالہ سیرت، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، پھلت ۲۰۰۶ء، پیش لفظ viii و مابعد

(۵) بحث کے لئے خاکسار کا مقالہ 'خلافت راشدہ میں اسلامی معیشت...... ایک مطالعہ'، تحقیقات اسلامی علی گڑھ، جولائی ستمبر ۲۰۰۹ء؛ نیز کتاب خاکسار مصادر سیرت نبوی (زیر طبع) با مقصد مقالات مطبوعہ، معارف اعظم گڑھ، تحقیقات اسلامی علی گڑھ وغیرہ

مذکورہ بالا مخطوطات کے لیے درج ذیل فہارس کو پیش نظر رکھا گیا ہے:

(۱) فہرست مخطوطات: ذخیرہ آفتاب، مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۱۹۸۵ء، اردو، مرتبہ سید محمد حسن

قیصر امروہوی

(۲) فہرست مخطوطات: احسن ماہروی، مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۱۹۸۳ء، اردو

(۳) فہرست مخطوطات: شیفتہ، مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۱۹۸۲ء، اردو

(۴) فہرست مخطوطات: ذخیرہ حبیب گنج، مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مرتبہ ایم ایچ رضوی اور ایم ایچ قیصر امروہوی، ۱۹۸۵ء، انگریزی، جلد اوّل وجلد دوم

(۵) مصادر سیرت نبوی ﷺ، مؤلفہ محمد یٰسین مظہر صدیقی، آئی او ایس، نئی دہلی، ۲۰۰۹ء، (زیر طبع) اوّل، دوم

(۶) **معجم ما الف عن رسول الله** ﷺ، صلاح الدین المنجد، دار الکتاب الجدید، بیروت، ۱۹۸۲ء

(۷) دیگر قلمی فہرستیں اور رجسٹر، مختلف ذخائر مخطوطات کے لئے ذخیرہ حبیب گنج، عبدالحیٔ فرنگی محلی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆